رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للعہ)

ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

الفاروق

جلد (۱۰) مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ ہجری نمبر (۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں،

(۱) سیدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔

(۲) تمام خاندان رسالت میں بفضلہ تعالیٰ عافیت ہے۔ (۳) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سب خوش و خرم ہیں۔ (۴) حضرت نواب صاحب قبلہ و اہل بیت دیگر متعلقین بخیر و عافیت ہیں۔ (۵) احمدیہ ٹورنامنٹ سالانہ ۲۱ بغایت ۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۵ء ہائی سکول کے گراؤنڈ میں ہوتا رہا۔ ہر دو احمدیہ سکولوں اور تمام دفاتر سلسلہ میں چار یوم کی تعطیل رہی۔ ۲۶ کو انعامات تقسیم ہوئے۔ اور گارڈن پارٹی دیگئی۔ (۶) انجمن احمدیہ لاہور کا نئی سکیم کے ماتحت پہلا سالانہ جلسہ ۳۰-۳۱ مئی ہفتہ اتوار کے دن ہوگا۔

(۷) اخویم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس عنقریب بغرض تبلیغ دمشق کو روانہ ہونے والے ہیں۔

(۸) جناب محمد صہبا الدین جہادی الرحالہ (سیلاح) احمدی ریف علاقہ مراکو سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔

(۹) خدا کے فضل و کرم سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال کا پلاستر ہو رہا ہے۔ جس سے اسکی شان دوبالا ہو کر نور علیٰ نور ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔

کسی میدان میں مطلق نہیں ہارا فاروق

(از نظمی عنایت اللہ خانصاحب عنایت بنگوی)

واہ کس شان سے نکلا ہے پیارا فاروق
حامئ مذہب احمدؐ ہے ہمارا فاروق

مذہب باطلہ کی رگ کو ہے کاٹے دیتا
خنجر صدق چلاتا ہے دودھارا فاروق

شیر پنجاب کئی بار پچھاڑا اس نے
کسی میدان میں مطلق نہیں ہارا فاروق

آرگن ہے یہ جماعت کا پرانا پیارو
حضرت احمدؐ مرسل کا دولارا فاروق

حامئ دین متین حامئ مسلمان ہے یہ
پڑھ کے تم دیکھ لو آغاز سے سارا فاروق

سکے پڑھنے سے ہی ایمان قوی ہو جاتا
دل کی فرحت ہے میری آنکھ کا تارا فاروق

التجا ہے یہ عنایت کی جماعت کے حضور
کر کے امداد منگا لیجے خدارا فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

حال ہی میں کمشنر مردم شماری نے جو مضمون رائل سوسائٹی کے سامنے پڑھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری سے لے کر دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ہندوؤں کی تعداد لگاتار گھٹ رہی ہے۔ گذشتہ مردم شماری میں بنگال میں ہندوؤں کی تعداد ۵۴ سے ۴۴ فیصدی رہ گئی ہے برخلاف اسکے مسلمانوں کی ۵۲ فیصدی ہوگئی ہے۔ عیسائیوں کی تعداد آج سے چالیس سال پیشتر سے ۲½ گنا ہوگئی ہے اور بعض اضلاع میں تو دس سال کے عرصہ میں عیسائیوں کی تعداد دس گنا سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ کہ بیس سال میں سو فیصدی بڑھے ہیں۔ ایک صرف ہندو قوم ہی ہے۔ جس میں کمی ہوتی ہے۔ درد باقی سب اقوام نے بلحاظ تعداد ترقی کی طرف ہی قدم اوٹھایا ہے۔

اسپر ایک آریہ اخبار کی رائے ایک انگلو انڈین بطور پر لکھتا ہے۔ کہ اگر صورت حالات اسی طرح جاری رہی۔ اور ہندوؤں کا مسلسل طور پر غیر مذاہب میں داخلہ شروع رہا۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ دیر تک نہ ٹھیر سکیں گے۔ آج ہندو نوجوانوں کی بھجائیں اپنے کہنہ مشق شکست خوردہ لیڈروں کی زیر رہنمائی آریہ سماج کے خلاف بھڑک رہی ہیں۔ اگر انہیں ملکی قوم سے کچھ محبت ہے۔ اور وہ اسکے لئے دکھ برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ تو انہیں سب سے پہلے اس اژدہا کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ جو ہندو قوم کو نگل رہا ہے۔

عیسائی مشنری فوج کا کام (۱) پانچ ہیڈ مشنری ہیں۔ جو گیارہ زبانوں کے ذریعہ کام کرتے ہیں۔ ۳۰۹۵ پرچار کے مراکز ہیں۔ (۲) ۳۰۸ یورپین واعظ ہیں (۳) ۲۸۸۶ ہندوستانی اور سیلونی واعظ ہیں (۴) ۳۳۳۲ ٹیچر اور دیگر تنخواہ دار ملازم ہیں۔ (۵) ۵۰۷ پرائمری سکول ہیں (۶، ۷، ۵، ۱۴۶ لڑکے ان سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ (۷) ۲۲ بورڈنگ اور انڈسٹریل سکول ہیں۔ جن میں ۵۸۶ لڑکے لڑکیاں رہتے ہیں۔

(۸) جرائم پیشہ لوگوں کے لئے ۳۵ بستیاں ہیں۔ جن میں ۹۰۰۰ لوگ بستے ہیں۔ (۹) ۱۷ نوآبادیاں ہیں۔ جن میں ۳۲۴۲۰ ایکڑ اراضی ہے اور ان میں ۷۲۵۰ لوگ رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں جیلخانہ زنانہ خانہ۔ شفاخانہ۔ کپڑے کا کارخانہ اور نہ معلوم اور کتنے خانہ ہیں۔ جن سے لوگوں کو عیسائی بنانے کا کام لیا جا رہا ہے۔

(پرکاش)

— لنڈن کا تار مظہر ہے۔ کہ سر جارج وائڈنے مصر کی ہائی کمشنری منظور کر لی ہے۔

— جنوبی ہند سے خطرناک طوفان کی خبر آئی ہے گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ کئی ریلوے اسٹیشن تباہ ہوگئے۔ سلسلہ تار منقطع ہوگیا۔ دو جہازوں کو بھی نقصان پہنچا۔

— غیر ریلوے اکتوبر یا نومبر میں تیار ہو جائے گی۔ لارڈ ریڈنگ افتتاح کریں گے۔

— سیتاپور میں ایک شخص نے اچھوت کئے جانے پر اشتعال میں آکر اپنے مخالف کو قتل کر دیا۔ عدالت سشن سے ملزم کو سزائے موت دیگئی۔ لیکن ہائی کورٹ نے بری کر دیا۔

— دہلی میں زیب النساء کا مزار خستہ حالت میں ہے اس کی مرمت کے اخراجات نظام حیدرآباد نے خزانہ ریاست سے دینے منظور کئے ہیں۔

دوسری بار اطلاع

ایک دفعہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دیجا چکی ہے۔ دوبارہ پھر مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۵ء کا اگلا پرچہ اون تمام احباب کے نام بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ جن کا چندہ وصول نہیں ہوا۔ اور یہ وی پی حسب حیثیت خریدار سالانہ یا فشتاہی کا ہوگا۔

جو دوست ابھی وی پی وصول کرنیکے لئے طیار نہ ہوں۔ وہ بواپسی ڈاک دفتر فاروق میں کارڈ لکھدیں جن کی اطلاع آچکی ہے۔ انکو نام وی پی نہیں ہوگا:۔

مینجر فاروق

جوہر شفائے زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار۔ دکھانسی۔ خشک یا تر قسم کا خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی معتدبہ فیتولہ عطر۔ علاوہ محصول ڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ یہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر

ایس عزیز الرحمن۔ قادر بخش انجینیر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۵ء

مقدمہ بلوۂ غیر احمدیان

(۲)

گذشتہ پرچہ میں بٹالہ و قادیان کے اوس مقدمہ غیر احمدیان کی ۳ اپریل تک کی روئداد ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔ آج اُس سے آگے کے واقعات لکھے جاتے ہیں۔ ۳ اپریل کو جب ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جلسہ ختم کر کے ۲ بجے کے قریب گورداسپور چلے گئے۔ اور سب انسپکٹر پولیس بھی اپنی گاڑی لیکر روانہ ہو گئے۔ پیچھے صرف ٹھاکر فتح سنگھ صاحب ہیڈ کنسٹیبل اس بلوۂ عظیم کی تفتیش کے لئے قادیان رہے۔ جن کے روبرو ۴ اپریل کو احمدی بلوائیوں کی شناخت کرائی گئی تھی۔ اور اس شناخت میں جن کو مضروب بتایا جاتا تھا۔ اُنہوں نے اُن ملزمان میں سے جن کے نام ابتدائی رپورٹ پولیس میں مولوی مہرالدین صاحب آتشباز نے بشرہ اپنے علاء سور کے لکھوائے تھے۔ کسی کو بھی شناخت نہیں کیا تھا۔ اور مہرالدین نے اس میدان شناخت میں آنے سے انکار ہی کر دیا تھا۔

پولیس میں ابتدائی رپورٹ ۳ اپریل کو ۹ بجے دن کے جو ابتدائی رپورٹ ٹھاکر فتح سنگھ ہیڈ کنسٹیبل نے بنا بر اطلاع مہرالدین آتشباز تھانیدار صاحب مرحوم کے نام روانہ کی۔ وہ یہ ہے۔

"بخدمت جناب سب انسپکٹر صاحب تھانہ صدر پٹالہ زاد عنایتہ۔

تسلیم۔ اسوقت ایک بجے رات کے مسمی مہرالدین ولد غلام محمد قوم راجپوت ساکن قادیان نے بتلایا۔ کہ جلسہ انجمن اسلامیہ (قادیان) ½ ۱۱ بجے رات کے ختم ہوا تھا۔ اور مدعی صاحبان آرام کے لئے جلسہ سے چلے گئے تھے۔ اور سائبان کے نیچے اور سٹیج کے اوپر مردان اردگرد دیہات وغیرہ کے جو جلسہ دیکھنے آئے ہوئے تھے سو گئے اور کچھ مردان جاگتے تھے۔ اور دو لمپ گیس جلتے تھے۔ اور میں اسوقت لنگر کی طرف چلا گیا تھا۔ ۱۲ ½ بجے رات کے جہاں سائبانوں کے نیچے آدمی سوئے ہوئے تھے۔ شور ہوا کہ مار دیا مار دیا۔ اسپر میں (مہرالدین) موقعہ پر آیا۔ تو احمدیہ جماعت کے مردان جو قریباً تعداد میں بیس ہونگے۔ اجرۂ دشمنی مذہبی لاٹھیوں سے مسلح ہو کر مردان کو جو سٹیج کے اوپر سائبان کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مار پیٹ کر رہے تھے۔ اور مسافر جو لیٹے ہوئے تھے ڈر کر بھاگ پڑے۔ چار آدمی علاوہ بیس جو احمدیہ جماعت کے تھے۔ انہوں نے اپنی جماعت کے آدمیوں کو کہا تھا کہ انکو پکڑ لو۔ میں نے انکو شناخت کیا تھا۔

ایک میر محمد اسحاق۔ میر قاسم علی۔ ماسٹر عبدالعزیز و عبداللہ پسر عزیز الرحمٰن تھے نیز احمدیہ جماعت کے مردان نے دونوں لمپ گیس بھی توڑ دیئے۔ اور جو مردان لاٹھیوں سے مار رہے تھے۔ اُن میں سے میں نام کسی کا نہیں جانتا۔ مگر ایک مدد خان پٹھان سا چھوٹا بھائی تھا۔ اور ایک مولوی شیر علی کا داماد اور مولوی شیر علی کا بڑا لڑکا تھا۔ اُنکو شناخت کیا تھا۔ جو ۶۰ یہ جماعت کے مردان مار پیٹ کر کے بھاگ گئے۔ اور مسافر بھی وہاں سے مارے خوف کے بھاگ گئے۔ اور محمد ابراہیم بقاپوی ساکن بٹالہ جو بائیسکلوں کا کام کرتا ہے اس کو سر بات زیادہ آئی ہیں۔ اور اس کے سر میں خون جاری ہے۔ اور دیگر مردان کو بھی کسر بیں پہنچی ہیں۔ برائے اطلاع آیا ہوں۔

چونکہ مذکورہ کے بیان سے صورت جرم ۱۴۷ تعزیرات ہند پائی جاتی ہے اور بخدمت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب اور قاضی صاحب اطلاع دیگئی ہے۔ سو کمنزین معہ سوہدہی سرچرن سنگھ صاحب سب انسپکٹر و غلام قادر ہیڈ کنسٹیبل و محمد فضل کنسٹیبل روانہ موقعہ ہوا۔ اور جناب صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور جناب مجسٹریٹ بہادر علاقہ بھی ہمراہ ہوئے۔ اسلئے آپ ابتدائی رپورٹ مرتب فرماویں۔ میں مصروف تفتیش ہوں۔ اور نمبر ابتدائی رپورٹ سے اطلاع دیں۔

دستخط فتح سنگھ ہیڈ کنسٹیبل۔ دستخط مہردین بقلم خود۔ ۳ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء۔

یہ ہے ناظرین اوس بلوۂ عظیمہ کی ابتدائی اطلاع جو غیر احمدیوں کے پیشرو اسلام کے علم بردار امرتسری اہلحدیث کے مسلمہ راستباز چودھری مولوی مہرالدین آتشباز نے اپنے دستخطوں سے مزین فرما کر پولیس میں دی۔ اس رپورٹ میں چند امور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ جن سے پردہ اٹھنے کا غذ آتشبازی کی راستبازی اور صدق و دیانت کا آگے چلکر پتہ لگانا آسان ہوگا۔

بار دگر قادیان نے اس رپورٹ میں یہ لکھایا ہے کہ (۱) میں اپنے لنگر خانہ کی طرف چلا گیا تھا۔ لنگر خانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مینے مار دیا مار دیا کا شور سنا۔ جس کو سنکر میں موقعہ (بلوہ گاہ) پر آیا تو دیکھا۔ کہ

(۲) احمدیہ جماعت کی فوج کا مسلح دستہ غیر احمدی نمازیان زیر سائبان کو مار پیٹ کر رہا ہے۔

(۳) اور میر قاسم علی۔ میر محمد اسحاق صاحب۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب۔ سید عبداللہ پسر عزیز الرحمن صاحب انکے کمان افسر تھے۔ اور یہ چاروں اپنی جماعت کے دستہ فوج کو کہتے تھے۔ کہ انکو پکڑلو۔

(۴) جو لاٹھیوں سے مار رہے تھے۔ اُن میں سے میں کسی کا نام نہیں جانتا۔ البتہ مدد خان کا بھائی اور مولوی شیر علی صاحب کا داماد اور لڑکا شناخت کر لیا تھا۔

اس ابتدائی رپورٹ میں مولوی آتشباز صاحب نے یہ لکھ دیا ہے۔ کہ میرے سامنے لنگر جانیسے پیشتر امن و امان تھا۔ لنگر میں پہنچا ہوں تو پیچھے میرے یہ ہنگامہ بپا ہو گیا۔ جسکا مجھے لنگر میں مار دیا مار دیا کا شور پہنچا۔ تب مینے لنگر سے آکر دیکھا۔ کہ ۲۰ احمدیوں کا مسلح دستہ فوج مار پیٹ کر رہا ہے۔ اور چار شخص قاسم علی۔ میر محمد اسحاق عبدالعزیز ماسٹر۔ سید عبداللہ پکڑنے کا حکم دے رہے ہیں۔ یہ چاروں مارنے والے نہیں۔ بلکہ مارنیکا حکم دینے والے تھے۔ اور مارنے والے ان سے علاوہ تھے۔ ان میں سے میں نام کسی کا نہیں جانتا۔ البتہ انکو شناخت کر لیا تھا۔ کہ مدد خان کا بھائی اور مولوی شیر علی صاحب کا داماد اور لڑکا تھا۔

اب اس ابتدائی رپورٹ کے خلاف مہر الدین آتشباز کا حلفی بیان ملاحظہ فرمائیں۔ جو اُس نے مجسٹریٹ صاحب بہادر گورداسپور کی عدالت میں جہاں مقدمہ دائر تھا دیا ہے۔ جس میں صریح خلاف بیانی کر کے [redacted] زی کا پورا نمونہ دکھایا ہے۔

بیان کے اندر جو عبارت بریکٹ میں درج ہے وہ میری طرف سے اظہار صداقت آتشباز اور اس کی وضاحت کے لئے ہے۔ باقی بیان صاف ہے

مہر دین آتشباز کا حلفی بیان

۲۱ جنوری ۲۵ء کو مہر دین نے باقرار صالح بحیثیت گواہ استغاثہ اپنی شہادت حقہ اسطرح ادا کی۔ کہ

"۲/۳ اپریل ۱۹۲۴ء کی درمیانی شب ۱۲½ بجے رات کا ذکر ہے۔ میں جلسہ کا سکرٹری تھا۔ اور سامان جلسہ اکٹھا کرتا تھا۔ ۱۱½ بجے کے قریب جلسہ برخاست ہو چکا تھا۔ لوگ چلے گئے تھے۔ تین چار آدمی وہاں آئے۔ جو مرزائی پارٹی کے تھے۔ جو آدمی سٹیج پر تھے۔ انکے ساتھ اعتراض کرنے لگے۔ سٹیج پر کچھ آدمی جاگتے تھے۔ کچھ سوتے تھے۔ وہ تین چار آدمی (جو پہلے آئے) یہ ہیں۔ عبدالرحمن۔ عبدالعزیز ماسٹر۔ عبداللہ پسر عزیز الرحمن۔ یہ تکرار کرنے لگ پڑے۔ دو آدمی (پہلے آنیوالوں میں) اور تھے۔ جن میں سے ایک کو پہچانتا ہوں۔ جو عبدالرحمن ملزم کا بہنوئی (مولوی شیر علی صاحب کا داماد) ہے۔ (انکو تکرار کرتے چھوڑ کر) میں لنگر خانہ کو چلا گیا۔ یہ دیکھنے کہ وہاں ہمارے آدمی کیا کام کر رہے ہیں۔ (یہاں تک تو آپ نے ابتدائی رپورٹ کے برخلاف یہ بتایا ہے۔ کہ میرے سامنے جبکہ میں سامان جلسہ اکٹھا کر رہا تھا۔ تین چار۔ پانچ آدمی احمدی جماعت کے جلسہ گاہ میں آئے۔ اور جو غیر احمدی وہاں سٹیج پر تھے۔ انکے ساتھ تکرار اعتراض کرنے لگے۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر لنگر خانہ میں چلا گیا۔ لیکن ابتدائی رپورٹ میں کسی مرزائی کا لنگر خانہ جانے سے پہلے اپنے سامنے سٹیج کے پاس آنا اور کوئی تکرار کرنا نہیں لکھایا۔ بلکہ یہ لکھایا ہے۔ کہ میں لنگر خانہ میں تھا۔ کہ وہاں میں نے مار دیا مار دیا کا شور سنا۔ جس کو سنکر میں موقعہ پر آیا۔ تو بیس۔ چوبیس احمدیوں کو۔ پیٹ کرتے کراتے دیکھا۔ جب (میں لنگر خانہ سے) واپس آیا۔ تو میر قاسم علی نے میری واپسی پر عبدالرحمن۔ عبدالعزیز۔ عبداللہ۔ فخر الدین۔ ایک اور آدمی کو جن کا نام میں نہیں جانتا۔ میر محمد اسحاق کو حکم دیا مارو۔ (ابتدائی رپورٹ کے برخلاف یہ بیان دیا

ہے۔ کہ ابتدائی رپورٹ میں چار میں سے جن تین میر محمد اسحاق ماسٹر عبدالعزیز۔ سید عبداللہ۔ کو پکڑو۔ مارو کا حکم دینے والے لکھایا تھا۔ بیان حلفی میں انکو یہ عالم کے عہدہ سے تنزل کر کے محکوم بنا کر مارنے والوں میں ملا دیتا ہے۔ اور جن مارنیوالوں میں سے کسی کا نام نہیں جانتا۔ اور نہ سوائے تین برادر مدد خان۔ مولوی شیر علی صاحب کے داماد و لڑکے کے دیگر مارنیوالوں کو جو جو دیکھے بے پہچانے تھے ایک فخر الدین کو بھی لے لیتا ہے۔ حالانکہ ابتدائی رپورٹ میں فخر الدین کا کوئی نام و نشان نہیں) اسپر ابراہیم کو اور ہمارے دیگر آدمیوں کو انھوں نے مارا۔ تعجب ہے۔ کہ اس رستم دوران کو جو سب سے زیادہ مفسد اور اصل بانی فساد تھا۔ جو سامنے کھڑا اور سب کچھ بچشم خود دیکھ رہا تھا۔ کس طرح چھوڑ دیا۔ اور ان لوگوں کو مار مار بھگا دیا۔ جن سے نہ کچھ واسطہ تھا نہ رنج نہ ڈر) عبداللہ نے ابراہیم کو پہلے لاٹھی ماری۔ خیر دین کو بھی مارا۔ (یہ وہی سید عبداللہ لٹھ مار بیان کیا جاتا ہے۔ جس کو ابتدائی رپورٹ میں پکڑو۔ مارو کا حکم دینے والوں میں شمار کیا تھا۔) اس پر مینے قاضی علاؤ الدین (مجسٹریٹ جلسہ) کو اطلاع دی۔ جن اشخاص کو ضربات لگی تھیں۔ انکو بٹالہ شفاخانہ میں روانہ کر دیا۔ ابراہیم خیر دین۔ اللہ دتا کو ضربات لگیں۔ رپورٹ ابتدائی میری ہے۔ جو اب مجھ کو سنائی گئی ہے۔ میں نے تحریر کرائی تھی۔ درست ہے۔"

آتشباز کے اس بیان پر ہماری طرف سے مخدومی چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء و جناب بابو سنت رام صاحب اگروال بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر ہائی کورٹ۔ وکیل مولوی فضل الدین صاحب وکیل جو بیرد کار تھے۔ انھوں نے جرح کی جس کے جوابات مہر دین نے مندرجہ ذیل دیئے۔

جرح وکیل ملزمان کا جواب

"رات کو جو کچھ (واقعہ میں مہر الدین نے) دیکھا تھا۔ وہ رپورٹ ابتدائی میں مینے تحریر کرایا تھا۔ مینے یہ تحریر کرایا تھا۔ کہ چار آدمی پہلے آئے تھے۔ اور تکرار کرنے لگے تھے۔ مگر مجھے پتہ نہیں کہ کنسٹیبل نے تحریر کی تھی یا نہیں۔ (یہ جھوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلئے بولنا پڑا ہے۔ کہ ابتدائی رپورٹ میں جیسا کہ میں اوپر واضح طور پر بتا آیا ہوں۔ لنگر جانے سے پہلے کسی احمدی کا جلسہ گاہ میں آنا۔ اور تکرار کرنا وغیرہ نہیں لکھایا تھا۔ اور بیان میں اسکے خلاف چار پانچ آدمیوں کا لنگر جانے سے پہلے تکرار کرنا اور آنا بیان کیا ہے۔ اس پر جو جرح کی گئی۔ کہ رپورٹ میں یہ امر کیوں نہ لکھایا۔ تو جھوٹ بولکر کہدیا کہ میں نے تو لکھایا تھا۔ پتہ نہیں ہیڈ کنسٹبل نے لکھا تھا یا نہیں۔ مگر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اس پر جرح کی گئی۔ کہ جناب راستباز آتشباز صاحب آپ نے رپورٹ پر دستخط کئے تھے۔ یا نہیں۔ اور آپکو رپورٹ ہیڈ کنسٹبل نے پڑھ کر سنائی تھی یا نہیں؟ اگر دستخط نہیں کئے۔ اور رپورٹ پڑھ کر نہیں سنائی۔ تب تو شاید یہ جواب صحیح ہو کہ میں نے چار آدمیوں کا پہلے آنا اور تکرار کرنا لکھایا تھا۔ مگر پتہ نہیں ہیڈ کنسٹبل نے تحریر کی تھی یا نہیں تو اسکا جواب مولوی مہرالدین صاحب نے یہ دیا۔ کہ۔) دستخط رپورٹ پر کر دیئے تھے۔ پڑھ کر سنایا تھا۔ (چلو فیصلہ شد اب ظاہر ہو گیا کہ صداقت مآب مولوی مہرالدین صاحب نے عدالت کے سامنے حلف اٹھا کر عمداً جھوٹ بولا۔ کہ مینے تو لکھایا تھا۔ پتہ نہیں ہیڈ کنسٹبل نے لکھایا نہیں۔ جبکہ جناب والا کو ہیڈ کنسٹبل نے رپورٹ لکھ کر سنادی تھی۔ اور بعد سننے کے عالیجناب نے اس پر دستخط کئے تھے۔ تو پھر اس صدق بیان کے کیا معنے ہوئے۔ کہ مینے تو لکھایا تھا۔ ہیڈ کنسٹبل نے نہیں لکھا۔ اگر نہیں لکھا تھا۔ تو جب رپورٹ جناب کے حضور برائے دستخط پیش ہوئی تھی۔ اور آنجناب کو سنادی گئی تھی۔ اسوقت کہنا تھا۔ کہ ابھی چار درویش کا قصہ نہیں آیا۔ جو پہلے جلسہ گاہ میں بلوہ کی افتتاح کے لئے آئے تھے۔ وہ لکھ دیجئے پھر میں دستخط کر دونگا۔ مگر آپ نے جب سنکر دستخط کئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہی کچھ جناب نے لکھوایا تھا۔ اسوقت اس نے زیادہ کوئی مفید مطلب بات نہیں سوجھی تھی۔ بنا بریں ضرورت پیش آئی۔ اسلئے آپ نے بالکل کذب صریح بولکر ہیڈ کنسٹبل کے سر جھوٹا الزام لگانا چاہا۔ جو افسوس کہ خود ہی اپنی ذات پر وارد کر لیا۔ یہ کہکر کہ میں نے رپورٹ کو سنکر دستخط کئے تھے) تکرار میں مذہبی بحث تھی۔ سائبان کے نیچے سوتے جاگتے کل ۲۵/۳۰ آدمی ہمارے ہونگے۔ یہ سٹیج پر اور زمین پر تھے۔ لنگر سے واپس آکر میر محمد اسحاق۔ اور میر قاسم علی کو دیکھا تھا۔ پہلی دفعہ وہ نہ تھے۔ لنگر خانہ میں دو تین منٹ ٹھہرا ہوں۔ بڑی مسجد سے جو راستہ بڑے بازار کو ہو کر آتا ہے۔ وہ باہر کو (ہمارے) جلسہ گاہ کے پاس سے جاتا ہے۔ میر قاسم علی۔ میر محمد اسحاق عبدالرحمن پسر مولوی شیر علی۔ عبداللہ پسر عزیز الرحمن ماسٹر عبدالعزیز کے مکان باہر کی آبادی میں ہیں۔ پولیس میں میرا بیان اسی (وقوعہ) کے روز ہوا تھا۔ (پھر کہا) سوائے رپورٹ کے میرا کوئی بیان پولیس میں نہیں ہوا۔ پہلی دفعہ بوقت شناخت ملزمان میں موجود نہ تھا۔ جب محمد دین اور خیر دین نے شناخت کی تھی۔ (یہ وہ گندہ جھوٹ ہے جو بکف چراغ دارد والی مثل سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ کہ قادیان میں موجود ہے۔ پولیس نے اسکو دیگر گواہان شناخت کے ہمراہ شناخت گاہ سے قریب ہی بٹھایا ہوا ہے۔ کہ نمبر وار گواہوں کو بلا بلا کر شناخت کرائے۔ مگر یہ سچائی کا پتلا کہتا ہے۔ کہ بوقت شناخت اول میں موجود نہ تھا۔ مگر دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق ابھی آگے چل کر ادگل دیتا ہے۔ اور اپنی تکذیب خود اپنی زبان سے ہی اسطرح کر دیتا ہے۔ کہ) ۱۷/۲۰ دن بعد میں نے شناخت کی تھی۔ دوسرے دن واقعہ کے بعد پولیس نے شناخت کرائی تھی۔ میں اس روز **قادیان میں موجود تھا۔** چونکہ شام کا وقت ہو گیا تھا۔ بوجہ نماز کا وقت ہونے کے میں نماز میں چلا گیا تھا۔ (کیونکہ آپ نماز کے پابند اس قدر ہیں۔ کہ بارہا چکر۔ انار۔ مہتابی۔ ہوائی۔ گولہ۔ پٹاخہ وغیرہ آتشبازی خریدنے کے لئے دور دیار و امصار سے جو لوگ آپ کی شہرت سنکر اور آپ کے رشتہ کار خانہ کی بنی ہوئی پھلجھڑی دیکھنے آیا کرتے ہیں۔ آپ کو وہ ہمیشہ مسجدوں میں یا جنگل میں سربسجود پایا کرتے ہیں۔ آپ بڑے پکے نمازی ہیں۔ بلکہ نماز تہجد اور چاشت و اشراق کے بھی آپ بے خطا مشاق ہیں۔ اسلئے آپ شناخت والے دن نماز شام کی ادائیگی کیواسطے چلے گئے تھے۔ یہ کوئی گورداسپور کی عدالت نہ تھی۔ کہ جہاں تین تین دن تک آپکو نماز پڑھنے کی فرصت یا مہلت یا ضرورت نہ ہو۔ اب تو آپ اپنے دارالمقام میں موجود تھے۔ اس لئے نماز کے وقت کی پابندی نے آپ کو شناخت کے گناہ بے سود میں شامل ہونے سے بچالیا) اس لئے میں شناخت کے لئے نہیں گیا۔ (یہاں مہرالدین صاحب بالقابہ نے گندہ جھوٹ بولکر علماء امرت سر کی روح کو ثواب پہونچایا ہے۔ کہ میں بوجہ نماز کا وقت ہونے کے شناخت کے لئے نہیں گیا۔ اور پہلے سرے سے اپنے وہاں ہونیکا ہی انکار کر دیا تھا۔ مگر جرح میں فوراً اقرار کر لیا۔ کہ میں موجود تو تھا۔ مگر شام کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نماز کو چلا گیا۔ اسلئے شناخت کے وقت حاضر نہ ہوا۔ جو دوسرا صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ پولیس کی رپورٹ مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء میں یہ لکھا تھا۔ کہ "مہردین حاضر تھا۔ مگر اُسنے شناخت کرنے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں بٹالہ میں شناخت کروں گا۔" اس کی بابت مہردین سے جرح میں پوچھا۔ کہ تو نے ٹھاکر فتح سنگھ ہیڈ کنسٹبل کے سامنے شناخت کرنے سے انکار کیا تھا یا نہیں؟ (اسکے جواب میں جھوٹوں کا سردار کہتا ہے کہ) مجھے یاد نہیں کہ مینے ٹھاکر فتح سنگھ کو یہ کہکر بیان لکھوایا ہو۔ کہ میں یہاں شناخت نہیں کرتا۔ بٹالہ میں شناخت کرونگا۔ (عدالت نے اصل رپورٹ پولیس نکالکر نامبردہ کے سامنے پیشکر کے پوچھا۔ کہ دیکھو یہ تمہارا بیان ٹھاکر فتح سنگھ نے لکھا ہوا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ تو جواب میں کہا کہ) میں نے کہا ہے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ مینے یہ بات کہی تھی۔ یا نہیں۔

(یہ ہے آتشبازی کی تاثیر راستبازی آگے اس سے بڑھکر سیاہ جھوٹ ملاحظہ فرمایئے۔ پوچھا گیا۔ کہ تم مکان مقدمہ کو قبل از مقدمہ متدارکہ جانتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے یا نہیں؟ جواب دیا کہ) میں ہمیشہ سے قادیان میں رہتا ہوں۔ اور ملزمان کو پہلے سے جانتا ہوں۔ (کسقدر عجیب بات ہے۔ کہ جو شخص دن رات قادیان میں رہتا ہے۔ اور ہر ایک احمدی کو عموماً اور خاکسار ایڈیٹر فاروق و میر محمد اسحاق صاحب کو بالخصوص اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ اگر گواہ شناخت یا مستغیث ہو۔ تو اسکو ان ناموں کے بتانے میں جن سے کہ اس کو دلی بغض و عداوت و کینہ ہے۔ کسی بڑے اہتمام کی ضرورت نہ تھی۔ صرف اگر ٹیوکونسل (مجلس منتظمہ علماء امرتسر و اہل بٹالہ و دیوبند) کے ایماء و مشورہ کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اونکے ہر سالانہ جلسہ کی رپورٹ لکھنا اور انکے علماء کے اعتراضات و حرکات و سکنات کا جواب دینا اور چربہ اُتارنا اور ہر وقت انکے جلسہ گاہ میں حاضر رہنا اور ان کی ہر ایک خلاف ورزی پر افسران سرکاری متعینہ جلسہ کو توجہ دلانا اور نقد انعام کی رقمیں اور اشتہار پر اشتہار انکے علماء کے لئے پیشکر کے اونکو حواس باختہ کرنا۔ یہ سب خدمت ہم دونوں خاکسار ایڈیٹر فاروق و میر محمد اسحاق صاحب ہی بجالاتے تھے۔ پھر بھلا آن کے دن سے بہتر موقعہ کونسا مل سکتا تھا۔ جو اپنے مسلمہ حریفوں اور کھیل بگاڑنے والوں کا نام نہ لیا جاتا۔ اور اون کو شناخت نہ کرا دیا جاتا۔ اسوقت طرح دینا گویا موقعہ مناسب کو اپنے ہاتھ سے کھونا تھا۔ آپ نے ہیڈ ہرک ہم دونوں کے نام لکھوا دیئے۔ اور شناخت بھی کرا دیئے۔ کیونکہ ان کے جلسے کے وہ ہیرو جن پر ان و مرد و عالم و جاہل ہر ایک کی نظر پڑتی تھی۔ وہ دونوں آنکھوں میں کانٹا تھے۔ آگے آپ نے زرد جھوٹ [illegible] کیا ہے۔ جبکہ جرح میں پوچھا گیا۔ کہ جناب چودھری مہر دین صاحب آپ نے احمدیوں کے خلاف کبھی کسی مقدمہ میں شہادت بھی دی ہے یا نہیں اور ان کے خلاف کوئی مقدمہ بھی کیا ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ) کسی مقدمہ میں یاد نہیں کہ احمدیوں کے خلاف گواہی دی ہو۔ مقدمات دیوانی ضرور کئے ہیں۔ (دیکھئے کلانوری مومن انجمن صادقین کا اسسٹنٹ سکرٹری کیونکہ [illegible] سکرٹری مولوی محمد احسن امروہی ہے۔ کیسا صاف کانوں پر ہاتھ دھر کر صفائی کرتا ہے۔ کہ گواہی دینا تو کسی مقدمہ میں یاد نہیں۔ ہاں دیوانی مقدمات کئے ہیں۔ گویا آپ احمدیوں کے شریک یا قادیان کے حصہ دار یا ساہوکار ہیں۔ کہ دیوانی مقدمات کا شغل تو رکھتے ہیں۔ باقی گواہی دینے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اگر بھولکر ایک آدھ مقدمہ میں جس کو کہ عرصہ دراز گزر چکا ہو۔ آپ نے احمدیوں کے خلاف شہادت دی ہوتی۔ تو خیال ہو سکتا تھا۔ کہ بوجہ مرور زمانہ باعث مشاغل دینیات و خدمت اسلام و اہتمام کارخانہ آتشبازی و بارود سازی آپکو یاد نہیں رہا۔ لیکن جس شخص نے اپنی زندگی ہی احمدیوں کے خلاف ہر کوشش بجالانے کے واسطے وقف کر دی ہو اور پے در پے گواہیاں دے دے کر ڈاب عقیقے سے گھر بھر لیا ہو۔ اسکا یہ کہنا کہ گواہی دینا یاد نہیں۔ [illegible] پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ اپنی پردہ دری اور گواہی پیشہ قرار پانے سے ڈر کر آپ نے یہ زرد جھوٹ بولا۔

بہرحال ہمارے وکلاء نے درد گو کو گھر تک پہونچا کر چھوڑا۔ اور لگے نمبردار گواہیاں بتلا کر دریافت کرنے اور کلانوری آتشباز بھی حافظہ نباشد پر عمل کر کے فرفر جواب دینے لگا کہ)

(۱) احمدیوں کے برخلاف جو مقدمہ مرہیوں کا اہل ہنود کا پنڈت دولت رام صاحب کی عدالت میں تھا۔ اسمیں احمدیوں کے خلاف شہادت دی تھی۔ (۲) لالہ رام کنور صاحب کے جو مقدمہ تھا اس میں بھی شہادت دی تھی۔ (۳) ڈھاب کا مقدمہ وغیرہ ۱۴۵ کے ماتحت برخلاف احمدی جماعت پنڈت سری کشن صاحب اور لالہ گنشام داس صاحب کے محکمہ میں **دو دفعہ کیا تھا**۔ (۴) [illegible] کی رپورٹ احمدیوں کے خلاف میں نے دی۔ (۵) پرتاب سنگھ بنام مرزا محمود احمد میں یاد نہیں۔ کہ کوئی گواہی دی ہو۔ (یہ یاد بھی پہلی یاد کا ضمیمہ ہے۔ کہ گواہی دی تھی) (۶) [illegible] کے خلاف غلام فاطمہ کے مقدمہ میں (آجکل ہی تازہ بتازہ گواہی دی) ہے۔ (۷) قاضی عنایت اللہ بنام میر قاسم علی [illegible] مقدمہ [illegible]

(قاضی لم یعنی کے متعلق) تھا۔ اسمیں میر قاسم علی ملزم کے خلاف گواہی دی تھی۔ یہ مقدمہ بھی ہمارے جلسہ کے متعلق تھا۔ انجمن اسلامیہ قادیان کا بانی مبانی ہوں (ماشاء اللہ اس عہدہ جلیلہ کا عہدہ دار غیر احمدیان قادیان میں سے جناب چودھری مولوی شیخ آتشباز مہر دین صاحب ہی کا وجود نامسعود مقرر ہوا۔

(مے سترد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دیں

بر پریشان حالئ اسلام بر ایں مہر دیں)

انجمن اسلامیہ ۱۳۲۴ھ سے قائم ہے۔ (جب سے کہ فاروق اعظم حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آرائے مسند خلافت ہوئے اور اطراف عالم میں تبلیغ اسلام و سلسلہ احمدیہ کا مستقل انتظام کیا۔ جس کیوجہ سے شیاطین الانس کے گھر میں ماتم بپا ہو گیا۔ ادھر کارخانہ آتشبازی میں پانی پڑنے سے سب انار۔ مہتابی۔ ہوائی پٹاخے سیل گئے۔ اور بکری بند ہو گئی۔ ایسی حالت میں یہی میدان خالی نظر آیا۔ اور در و اسلام سے گند ہک کی طرح پگھل کر اور شورہ کے مانند گھل کر اس مرد میدان محمدیت نے اپنی ڈوبتی ناؤ کو پار لے جانیکا بیڑا اُٹھایا اور اس بار گراں کو اپنی نازک پشت خمیدہ پر اُٹھا کر دھر لیا باقی انجمن و انجمن کا حال نہ پوچھو کہ کیا ہے۔ کہاں ہے۔ کیسی ہے۔ وغیرہ وغیرہ) جتنے جلسے انجمن مذکور کے ہوئے انمیں ہر ایک جلسہ میں عموماً احمدیوں کے خلاف تقریر اور انکی تردید کرتے رہے ہیں۔ (کیوں نہ ہو۔ احمدیوں جیسا دشمن اسلام ایک طرف ہو اور مہر دین جیسا حامئ اسلام و صاحب علم و فضل و کمال خوشخصال نونہال نیکنام دوسری طرف پھر بھلا اسلام کا بیڑا پار ہونے میں کوئی دیر ہے ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں

طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

اس جلسہ کے سوا اور کسی جلسہ میں لڑائی یا کوئی فساد نہیں ہوا۔ (بھلا ہوتا کس طرح [illegible] نے تو مفسد احمدیوں کے نام سے ڈرکر صاحب [illegible] کمشنر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی [illegible] میں [illegible] حال و انکشاف حقیقت حال کر کے [illegible] ایک ڈپٹی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسپکٹر پولیس اور ۲۰/۲۵ سپاہیوں کی پولیس گارد منگا کر انکا تمام خرچ برداشت کر کے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ پھر بھلا احمدیوں کی کیا پیش جا سکتی تھی۔ جو بے چارے بقول مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری "علماء کے قادیان پہنچنے پر قادیان (احمدیوں) کو بھی ویسی گھبراہٹ ہونی لازمی تھی۔ جیسی سنہ ۱۹۰۳ء میں مجھ اکیلے (ثناء اللہ) کے قادیان پہنچنے پر مرزا صاحب کو ہوئی تھی۔ کہ محلسرائے سے باہر نہ نکلے تھے۔ جبکہ اکیلے کے سامنے اُن کی یہ کیفیت تھی۔ پھر اتنی بڑی جمعیۃ علماء کے سامنے یہ لڑکے ڈر کے کیوں نہ گھبراتے۔ ہمارے خیال میں انکی گھبراہٹ حق بجانب ہے۔ گذشتہ جنگ یورپ میں جب جرمنی نے پیرس پر حملہ کرنا چاہا۔ اور بیس پچیس میل کے فاصلہ پر آگیا تھا۔ تو اسوقت پیرس کی حکومت پر جو گھبراہٹ ہوئی تھی۔ قادیانی گدی پر اس سے زیادہ ہوئی۔ اور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ جرمن پیرس سے کئی میل دور تھا۔ مگر یہاں تو قادیان میں غنیم کا داخلہ ہو چکا تھا۔ (یہ غنیم قادیان انجمن اسلامیہ کے جس کے بانی مبانی مولوی مہر دین صاحب آتشباز ہیں۔ لیڈنگ ممبر ہیں۔ جو قادیان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کیواسطے تشریف لاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس گمنام انجمن کا مقصد اور اغراض صرف قادیان کے احمدیوں کی دل آزاری اور آزار رسانی ہے) پھر کیوں قادیانی خلافت پریشان نہ ہوتی۔ اس پریشانی میں اونہوں نے پیشگوئی موعود کی قبر بھی چھپالی۔

(اہلحدیث مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء صفحہ اول)

خلیفہ قادیان نے جماعت کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ قلعہ بند ہو جاؤ۔ مکانات۔ مساجد۔ باغ بہشتی مقبرہ حفاظت میں لے لئے گئے تھے۔ نیز حکم تھا کہ جلسہ مسلمانان میں کوئی دخل نہ جائے۔ سوائے مرزائی ریپورٹر کے۔ جسکا ایسا بڑا انتظام بانی مبانی انجمن عمار جناب مہر دین صاحب کی خاطر ہوتا تھا۔ تو کسطرح احمدی جو گھروں میں چھپے ہوئے تھے۔ حملہ آور ہوتے۔ یہ تو اس [illegible] موقعہ مل گیا۔ کہ نہ کوئی پولیس افسر تھانہ کوئی مجسٹریٹ علاقہ نہ کوئی ڈپٹی انسپکٹر پولیس نہ کوئی گارد پولیس موجود تھی۔ اگر کم از کم ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک مجسٹریٹ درجہ اوّل اور ایک سب انسپکٹر پولیس ایک ہیڈ کنسٹبل پولیس اور کچھ سپاہیوں کی مسلح گارد پولیس ہوتی۔ تو کیا مجال تھی۔ کہ یہ لڑکے ڈر کے بلوہ کر کے شبخون مارتے۔ اور بیکس لاوارث گمنام و نشان ذلیل مسافروں کو جن کی جائے پناہ و خواب گاہ رات دن سایہ سائبان یا سلیپروں کا سٹیج تھا۔ مار مار بھگاتے اور خون کی ندیاں چلا دیتے یہ موقعہ تو امسال اتفاقیہ ہاتھ آگیا۔ کہ میدان خالی پاکر پرانے دشمنان احمدیت کو جو کہ ابراہیم ارائیں ٹبالہ۔ فقیر جولاہا بھیک منگا۔ محمد دین ارائیں اور خیر دین جٹ تھے۔ جن کی سالہا سال سے احمدیوں کو تلاش تھی۔ مگر وہ قابو نہ چڑھتے تھے۔ مار مار کر سوجا دیا۔ لیکن رستم زمان شیر نیستان محب العلماء محبوب الفقراء محسود الامراء سرآمد صوفیاء حامی دین چودھری مہر دین بانی مبانی انجمن مسلمین جو باوجود میدان ازم گاہ میں موجود ہونے کے بال بال بچ گیا۔ یہ اس کی کرامت ہے۔ کہ عمر عیار کی طرح وہ سب کو دیکھتا تھا۔ مگر خود کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔) مجھے پچھلے سال (سنہ ۲۳ء) جلسہ کے احاطہ سے باہر لاٹھیاں ماری تھیں (لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ آپکو اور لاٹھیاں۔ آپ تو کبھی احمدیوں کے سامنے آئے ہی نہیں۔ نہ آپ نے کبھی قادیان کو بجز ایام جلسہ کے دیکھا۔ ہمیشہ احمدیوں سے کوسوں دور رہے۔ اور اگر کبھی کسی احمدی سے ملاقات بھی ہوئی۔ تو ایک باڈی گارڈ آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔ پھر کس طرح آپ کو لاٹھیاں مار دیں۔ مگر آفرین ہے آپ کے صبر و تحمل پر اوشاباش ہے آپ کے درگذر اور عفو پر کہ آپ نے صرف اسوجہ سے کہ جناب کی ذات شریف کو ضربات آئی تھیں) کوئی باقاعدہ رپورٹ نہیں کی۔ پنڈت سری کشن صاحب (مجسٹریٹ موجودہ جلسہ) سے زبانی کہا تھا۔ کوئی معائنہ نہیں کرایا۔ نہ سرٹیفکیٹ لیا۔ (حالانکہ آپ کے ہاتھ ٹوٹ گئے تھے۔ سر میں دو تین ڈیڑھ فٹ کا زخم ڈانگ کا لگا تھا۔ کئی دانت نکلکر باہر بکھرے پڑے تھے۔ ان ضربات شدیدہ پر بھی ڈاکٹری معائنہ نہ کرانا۔ اور سرٹیفکیٹ لیکر احمدیوں کو کیفر کردار کو نہ پہونچانا۔ کیا یہ تھوڑا احسان ہے۔ تمام احمدیان قادیان پر اور کیا یہ کم بردباری اور خلق کریمانہ ہے۔ کہ دشمن کو قابو پاکر آپ نے چھوڑ دیا۔ اور کوئی ہوتا تو خدا جانے کتنے احمدیوں کو جیل خانہ بھجواتا۔ اور تمام اخبارات میں ایک ہنگامہ بپا کر دیتا۔ یہ تو مہر دین صاحب ہی کی مہر ہے۔ کہ آپ نے عفو کر دیا۔ (کیونکہ بقول جناب خواب میں) احمدی جماعت والوں نے معافی مانگ لی تھی۔" (باقی آئندہ)

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے؟

(۶)

سچے مذہب میں خدا کی معرفت ہوتی ہے

جو مذہب خدا کی طرف سے انسانوں کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اسمیں سب سے بڑھکر خدا کی ذات و صفات کا ایسا بیان ہونا چاہیئے۔ جو شان خداوندی کے مناسب اور حقیقی ہو۔ کیونکہ مذہب کی غرض سب سے مقدم اور علت غائی کے طور پر جو ہوتی ہے وہ خدا کی معرفت ہے۔ اوّل انسان کو خداداد اور خدا رسی کی ضرورت ہے۔ باقی تمام مذہبی امور اسی ایک غرض کے حصول اور وصول کے لئے ہوتے ہیں۔ پس جو مذہب خدا (ایشور) کے متعلق ایسی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے انسان کا دل مطمئن ہو کر خدا کی طرف لگتا ہے۔ اور جس سے خدا کی محبت میں قدم آگے بڑھتا جاتا ہے۔ وہ مذہب ضرور خداداد ہے۔ اسلئے کہ خدا ایک ایسی محسن برتر اور ورا الورا ہستی ہے۔ جس کا پتہ انسان کا محدود علم نہیں لگا سکتا۔ اور خدا اس غیر محدود اور لا انتہا کمالات رکھنے والی اور بے مثل ہستی کا نام ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کا خُدا

جس کو انسان اپنی محدود عقل اور محدود علم سے ناپ نہیں سکتا۔ نہ اس پر احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کو آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ ہاتھ ٹٹول نہیں سکتے وہ لطیف سے لطیف غیر محدود ہستی ہے۔ پس ایسی ہستی کا پتہ انسان ضعیف البنیان جو ایک فانی اور محدود طاقتوں والی ہستی ہے۔ کیونکر لگا سکتا ہے۔ جب تک کہ وہ برتر ہستی خود اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور خود اپنی ذات اور صفات کا پتہ نہ بتائے۔

حقیقی خدا کے سچے پرستار جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات کاملہ سے متصف اور تمام عیوب اور نقصانوں سے پاک ہے۔ اسلام کا خدا ایسا خدا ہے۔ جس میں ہر ایک وہ کمال اور ہر ایک وہ قدرت جو انسان کے علم۔ عقل۔ خیال۔ گمان میں آسکتی ہے۔ اور جو نقص علم سے نہیں بھی آسکتی۔ موجود ہے۔ اور ہر ایک وہ نقص و عیب جو انسان خیال کر سکتا ہے۔ اور حقیقی طور پر وہ نقص یا عیب ہے۔ اس سے وہ پاک اور منزہ ہے۔ اسلام والوں کا عقیدہ اور ایمان اور یقین ہے۔ کہ خدا کو انسانی علم و عقل تصنیف نہیں کر سکتے۔ اور وہ خدا۔ خدائی کے قابل ہی نہیں ہو سکتا۔ جس کو کوئی انسان لوگوں کے لئے خود تجویز کر دے۔ اسطرح تو انسان کا اُس خدا پر احسان ہو گا۔ کہ جس کا پتہ دنیا کو نہ تھا۔ جو بالکل گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا کسی گوشہ میں اونگھ رہا تھا۔ انسان نے اسکا کھوج نکالکر لوگوں کو بتا دیا۔ اور اس کی طرف انسانوں کو لگا دیا۔ ورنہ یونہی پڑا گمنامی کی حالت میں بے نام و نشان رہتا ہوا مر مرا جاتا۔ خدا وہی خدا ہو سکتا ہے۔ اور ہے۔ جو اپنے آپ کو دنیا پر خود ظاہر کر کے بتا دے۔ کہ میں ایسا ہوں اور میں خدا ہوں۔ لہذا حقیقی خدا کا پتہ معہ اس کی ذات و صفات کاملہ کے بجز قرآن مجید کے جو آخری اور کامل خدا کا ہدایت نامہ ہے کسی ایسی کتاب میں ہوا ایسا ہی نہیں جاتی ہو۔ صفحہ زمین پر نہیں ملتا نہیں ملتا۔ نہیں ملتا۔ ویدنا کار دیانند بیچارہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جو خدا کی ہستی کا بیان کرے۔ ویدوں نے جس ایشور کو پیش کیا ہے۔ یا دیانند نے جس پرمیشر کو تصنیف فرمایا ہے۔ اس کی تو ایک مخلوق سے زیادہ حیثیت نہیں۔ وہ تو ایک جولاہے سے بڑھ کر اور ایک کمہار سے اعلیٰ پوزیشن نہیں رکھتا وہ تو کسی کارخانہ یا دوکاندار کے ایجنٹ سے اوپر درجہ نہیں پاتا۔ جیسا کہ میں اس سلسلہ مضمون میں حسب گنجائش اسکا حلیہ پیش کرنیوالا ہوں۔

دیانندی خُدا کے ناموں کی ایجاد

پنڈت دیانند بانی آریہ سماج نے یہ سُنکر کہ اسلام میں خدا تبارک و تعالیٰ کے صفاتی نام جو رحمان و رحیم۔ کریم۔ ستار۔ غفار۔ قہار۔ جبار۔ رزاق مالک۔ خالق۔ وغیرہ ایک سو ہیں۔ تو اس کے مقابلہ میں ویدک ایشور تصنیف کرتے ہوئے اپنی طرف سے کوشش کی۔ کہ میں بھی سو نام والا ایشور بناؤں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے پہلے باب میں آپ نے جس بیہودگی سے کھینچ تان کر کے پرمیشور مہاراج کے صفاتی نام تجویز کئے ہیں۔ وہ نہایت ہی قابل مضحکہ اور لائق نفرت ہیں۔ پھر آپ نے سو کی یوں تعداد پوری کرنی شروع کی۔ کہ جسقدر مخلوق اشیاء اور ہندوؤں کے غیر ذی روح دیوتا۔ مثل آگ۔ ہوا۔ پانی۔ اندر۔ وشنو۔ سونٹھ۔ چاند۔ سورج وغیرہ تھے۔ سب کو ایشور بنا دیا۔ اور کہدیا۔ کہ گو "عناصر اندر وغیرہ دیوتا۔ اور علم طب میں سونٹھ وغیرہ ادویہ کے بھی یہ نام ہیں۔ لیکن ایشور کے بھی ہیں"۔

(ستیارتھ پرکاش صـ)

آگے آپ نے وہ نام بیان کئے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

ویدک ایشور کے ایجاد پندرہ اسماء صفاتی

مترؔ یعنی دوست اُرُوگرم یعنی شہزور سوریہ۔ یعنی بذات خود نور۔ سم اور سب کو روشنی بخشنے والا۔ اگنی یعنی علم مطلق اور ہمہ دان۔ منو یعنی علم مجسم۔ (اگنی۔ اور سوریہ اور منو جبکہ مترادف اور ہم معنے نام ہیں۔ تو پھر صرف سوریہ ہی کیوں نہ رہا۔ یہ تین نام جو ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے والے ہیں۔ فضول اور ویدک عناصر پرستی کی پردہ پوشی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ فاروق)

دیو یعنی کھیل کرنیوالا۔ ٹھٹھہ کرنیوالا۔ مستی کرنیوالا جیتنے کا خواہشمند مقصد رکھنے والا۔ بھومی۔ پرتھوی یعنے زمین۔ جل یعنے پانی۔ نارائن یعنی پانی اور جیووں میں قیام کرنیوالا۔ چندر۔ یعنے چاند منگل۔ بدھ۔ شکر۔ سنیچر۔ یہ دنوں کے نام ہیں۔ ہوتا۔ ہوم کرنیوالا۔ بندھو۔ رشتہ دار کی طرح سکھ پہنچانیوالا۔ بھائیوں کی طرح مددگار۔ پتا۔ یعنے باپ۔ پتامہ یعنے دادا۔ پرپتامہ۔ یعنی پڑدادا۔ ماتا۔ یعنے ماں۔ آچاریہ یعنی استاد۔ دیوی۔ یعنے کھیل کرنیوالی۔ مستی کرنیوالی۔ ٹھٹھہ کرنیوالی۔ جیت کی خواہش والی۔ (شاید دیوا اپنے شوہر سے دیوی کھیل کرتی اور مستی کرتی۔ اور اسکو جیتنے کی طالب رہتی ہوگی۔ فاروق)

کال۔ یعنے وقت زمانہ۔ آپت یعنی مصیبت اور آفت۔ شنکر۔ مہادیو وغیرہ وغیرہ صفاتی ناموں والا دیانندی ایشور ہے۔ مگر جس اینچا پینچی سے یہ مرمر کر سو نام بنائے ہیں۔ اس ترکیب سے تو دیانند مہاراج کو چاہیئے تھا۔ مسلمانوں کے خدا سے زیادہ ناموں والا ایشور تالیف کرتا۔ اور یہ کوئی مشکل نہ تھا۔ جبکہ عورت۔ مرد۔ ہیجڑہ یعنی مؤنث مذکر مخنث تینوں صفات والا ویدک ایشور ہے۔ تو کیوں ناموں کی تعداد اسطرح سے نہ بڑھا دی گئی۔ کہ ویدک ایشور اینٹ ہے۔ جو ہماری محافظت کرتی ہے۔ ہوا کے اُڑانے سے نہیں اُڑتی۔ پانی میں بھگونے سے نہیں گلتی۔ ہمارے گھروں کی بنیاد ہے۔ جن میں ہم سکھ حاصل کرتے ہیں۔ اس اینٹ سے ہماری جان و مال محفوظ رہتی ہے۔ اس لئے ایشور کا نام اینٹ ہے۔ ایسا ہی پتھر۔ اگر دشمن کو مارو۔ اسکا سر پھوڑ دے۔ جس سے وہ رونے لگے۔ چونکہ پتھر دشمن کو رُلانے والا ہے۔ جس طرح رودر اسلئے ایشور کا نام ہوتا ہے۔ اسیطرح ویدک ایشور کو اڑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ چونکہ چور چکار دشمن سے ہمیں بچاتا ہے۔ ہمارے مال کی جان کی نگہبانی کرتا ہے۔ سردی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسلئے ایشور کا نام کوا ہے۔

غرضیکہ دیانندی تاویلوں سے تو ہر ادنی سے ادنے چیز کو پرمیشور کی صفت بنا کر صفاتی نام بڑھا سکتے ہیں۔ خیال تو کرو۔ دیانند جی فرماتے ہیں۔ کہ ایشور کا نام انّ ہے۔ جس کو کھایا جاتا ہے۔ اور وہ تمام وجودوں کو کھا لیتا ہے۔ اسواسطے اس کو انّ۔ اتا۔ اتّا کہا جاتا ہے۔

(ستیارتھ صفحہ ۱۴)

کسقدر شرمناک تاویل ہے۔ آریوں کے دل ایسے معارف و حقائق سے تسلی پا سکتے ہیں۔ ورنہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح الحواس تو اس جہالت پر رو دیتا ہے۔ کیا عجیب ہُوا پرمیشور ہے۔ جو غلّہ کی طرح کھایا جاتا ہے۔ اور جو دوسروں کو کھا جاتا ہے۔ بھلا ایسی صفات حسنہ والا سوائے دیانندی ایشور کے کون ہو سکتا ہے؟ پھر آپ اس کی ایک صفت یہ فرماتے ہیں۔ کہ ویدک ایشور جننے والا ہے اسلئے اسکا نام سوتا ہے۔ واہ رے ویدک پرماتما تو تو عورتوں والا کام بھی آریوں کو دیدیتا ہے۔ شاید ایشوری سرشٹی میں جو جوان جوان مرد و عورت اور حیوانات و نباتات بغیر نطفہ اور بیج کے پیدا ہوئے تھے۔ وہ اسی عالمہ دیوی شری ایشور صاحب کے حمل کی پیداوار تھے۔ کیوں دیانند یہ سچ ہے نا؟

شرم کرو! اسی ویدک دھرم کو عالمگیر مذہب کہتے ہو۔ اور اسی ایشور کو مکہ مدینہ۔ امریکہ یورپ میں لے جاؤ گے۔ جو کبھی زنانہ اور کبھی مردانہ کبھی مخنثانہ بہروپ بھر لیتا ہے۔ جو مستی کرتا اور کھیل کرتا۔ اور کھایا جاتا ہے۔ کبھی باپ بنکر حمل ٹھہراتا ہے۔ اور کبھی ماتا بنکر نامہ ہو جاتا ہے۔ کبھی غلّہ بنکر کھایا جاتا۔ اور کبھی تمام کائنات کی پاک ناپاک موجودات کو خود کھا جاتا ہے۔ کبھی منگل اور بدھ اور کبھی منگر اور سنیچر بنکر بارہ گھنٹے آفتاب کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ کبھی سورج بنکر گرمی میں تپتا اور کبھی چاند بنکر راتوں کو نکلتا ہے۔ کبھی نادان دوست بنکر آریوں کی دستگیری نہیں کرتا۔ اور کبھی رودر بنکر ویدک دھرم کے دشمنوں کو رولاتا نہیں۔ کبھی دو پشتوں کا دادا بن جاتا۔ اور کبھی تین پشتوں کا پڑدادا کہلاتا ہے۔ کبھی پرتھوی یعنی زمین بنکر مخلوقات کے پاؤں تلے رہتا ہے۔ اور کبھی اکاش بنکر سب کو اپنے شکم میں لے لیتا ہے۔ کیا بھان متی ہے۔ خوب تماشے کرتا ہے۔

او نادانوں! ایسے صفات رذیلہ والے ایشور کو اندھوں اور بہروں اور گونگوں کے سامنے پیش کرو تو کرو۔ ورنہ اہل علم خدا پرست خدادان قدرشناس تو اسکو اپنے پڑوس میں بھی گھسنے نہیں دینگے۔

ابھی کیا ہے۔ ذرا اگلے نمبر میں اپنے ویدک ایشور کے تفصیلی حالات کا ملاحظہ کرنا۔ جن کا تمہارے سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں مفصل طور پر ذکر کیا ہے۔

مریم صدیقہ اور بشارت ملائکہ

(از صوبیدار غلام حسین صاحب پنشنر ہوشیارپور)

اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسے ابن مریم (الی) ورسولاً الی بنی اسرائیل۔

(سورۂ آل عمران الجزء ۳)

ان آیات میں ملائکہ حسب اعلام الٰہی مریم صدیقہ کو آٹھ بشارتیں دیتے ہیں۔ عاجز اسوقت صرف بشارت یعلمہ الکتب والحکمۃ والتورات والانجیل۔ اور ورسولاً الی بنی اسرائیل کی نسبت عرض کریگا۔

مسیح کو توریت و انجیل کا علم دیا گیا

(یعلمہ الکتب والحکمۃ والتورات والانجیل) کی بشارت میں مریم صدیقہ کو ملائکہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ تیرے فرزند (مبشر بہ) کی علم کی حد درباره کتب الٰہیہ علوم توراۃ اور انجیل تک ہوگی۔ جس کی تصدیق فعلی طور پر ہوگئی۔

غیر احمدی علماء کا عقیدہ اس بشارت الٰہیہ کے مخالف اور متضاد ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ کسی نامعلوم [illegible] جب عیسٰے بن مریمؑ آسمان سے نازل ہونگے۔ تو از روئے علوم قرآنیہ اسلام کو جملہ مذاہب باطلہ پر غالب کر دینگے۔ اور جملہ مقدمات کا فیصلہ اسلامی شریعت کے مطابق کرینگے۔ جسپر مندرجہ ذیل اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ اسلئے غیر احمدی علماء سے اس استفسار میں ہم حق بجانب ہیں۔ کہ ان کا جواب باداله قرآنیہ دیا جاوے۔

(۱) تورات اور انجیل کا ذکر کرتے اور قرآن کریم کا نام نہ لینے میں کونسی حکمت مخفی ہے۔ بادلیل ظاہر فرمایا جاوے۔

(۲) قرآن کریم سے کوئی ایسی آیت پیش کیجاوے جس میں عیسٰےؑ بن مریمؑ کے لئے قرآنی علوم کی ایسی ہی بشارت موجود ہو۔ جیسے مقام ہذا میں ان کے لئے تورات و انجیل کے موجود ہے؟

(۳) مریمؑ صدیقہ کو اس بشارت کی خبر دینا جس کا ظہور انکی زندگی میں ہونیوالا تھا اور اس عظیم الشان بشارت سے محروم رکھنا جس کا ظہور انکی وفات کے کئی سو برس بعد ہونیوالا تھا۔ (یعنے قرآنی علوم سے باخبر ہونا) کس حکمت پر مبنی ہے؟

(۴) احمدی فریق حسب بشارت ملائکہ موجود فی القرآن حضرت عیسٰےؑ بن مریم کی علم کی حد درباره کتب الٰہیہ انجیل پر ختم کرتا ہے۔ اور آپ لوگ قرآنی علوم کو بھی اسمیں شامل کرتے ہیں۔ کیا آپ کے اس دعوٰی کا بھی کوئی ثبوت شرعی آپ کے پاس ہے؟

(۵) مرفوع الی السماء ہونیسے [illegible] حضرت عیسٰےؑ بن مریم کی زبان عبرانی تھی۔ اسی [illegible] انجیل ملی۔ اسی زبان میں تبلیغ کرتے رہے۔ عرب زبان سے انکا واقف ہونا کن قرائن سے پایہ ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو پہنچتا ہے۔ تسلی بخش جواب مدلل عطا فرماویں؟

اہل بصیرت سے اپیل

اگر تورات اور انجیل کے علم کی خبر دینے میں کوئی غرض متصور تھی۔ تو کیوں وہی غرض قرآنی تعلیم سے نہ تھی؟ میں کہتا ہوں اور ہر ایک اہل بصیرت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ محض للہ وہ غور کریں۔ کہ قرآنی تعلیم کی پیشگوئی تو تورات اور انجیل سے بھی بڑھ کر تھی تا اہل اسلام کے درمیان آخری زمانہ میں جو جھگڑا اس کے متعلق ہونیوالا تھا۔ اسکا فیصلہ بھی یہ اولہ قرائنیہ ہی ہو جاتا۔ ہاں اگر مریم صدیقہ کو دربارہ کتب الٰہیہ خبر ہی نہ دیجاتی۔ تو مخالفین کے لئے کسی قدر پہلوتہی کرنے کی گنجائش تھی۔ یعنے وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ اگر قرآنی علوم کی بشارت موجود فی القرآن نہیں۔ تو باقی کتب الٰہیہ کا نام ہی تو نہیں لیا گیا۔ مگر بشارت میں حصر کرکے ملائکہ خبر دیتے ہیں۔ اور انجیل کے بعد کی کتاب کا نام نہیں لیتے۔ دوسرے لفظوں میں اسکا مطلب یہ ہوا۔ کہ جس بات کی خبر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو نہیں۔ اس کی خبر ان حیات مسیح کے مدعیوں کو ہے۔ اسواسطے اس خبر کے ماخذ کا استفسار کرنا ہمارا حق ہے۔ اہل فہم غور فرمائیں۔

مدعیان حیات مسیح سے حل طلب سوال

جب بزعم مخالفین ایسے وقت حضرت عیسےٰ بن مریم مرفوع الی السماء ہوئے۔ کہ موجودہ مروجہ السنہ میں سے کسی کا انہیں علم بھی نہ تھا۔ لہذا یہ مشکل ضرور درپیش ہے کہ جب ان کی مادری زبان (عبرانی) کسی ملک میں بولی ہی نہیں جاتی تھی تو انکا نزول جس ملک میں سمجھا جاوے۔ کسی ملک میں بھی ان کی زبان سمجھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ جبکہ ان کی بعثت ہی مسلمانوں کی امداد کیلئے ہوئی۔ تو کوئی ایسا اسلامی ملک پیش کیا جاوے۔ جہاں عبرانی بولی جاتی ہو۔ ورنہ خوش اعتقادی سے کیا ہو سکتا ہے۔ عقائد کی بناء یقین پر ہے۔ نہ کہ ظنیات پر۔ فتدبروا یا اولوالابصار۔

ہمارے اعتقاد کی بنیاد نہایت ہی مضبوط چٹان (قرآنی دلائل) پر واقعہ ہے۔ وہ ہذا۔ اسجگہ اللہ تبارک وتعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں جو لوگ حضرت عیسےٰ بن مریمؑ کے لئے قرآنی علوم کی آگاہی کا دعوےٰ کرینگے۔ وہ اس دعوےٰ بلا دلیل میں صادق نہیں ہونگے۔ (جیسا کہ صاف موجود ہے۔ کہ انجیل کے بعد کی الہامی کلام (قرآن مجید) کا انہیں علم دیئے جانیکی کوئی بشارت نہیں) دوسری جگہ سورہ مائدہ آیت ۱۱۱ میں اس پیشگوئی کے ظہور کا بیان موجود ہے۔ واذا علمتک الکتب والحکمۃ والتورات والانجیل۔ پس مسیح کا آنا ناممکن ہے؟

ایک جواب اور اسکی کمزوری

عاجز نے بارہا اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے جواب دینے سے وہ ساکت رہے ہیں۔ لطف یہ کہ اس پیشگوئی میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ جس پر غیر احمدی بمصداق ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کچھ بھی جواب دے سکیں۔ ایک مولوی صاحب نے جو موضع رتو کالا کے رہنے والے ہیں۔ مجھکو جواباً لکھا تھا۔ کہ یعلمہ کا فاعل کون ہے۔ نیز اس آیت سے حضرت عیسےٰ کی تعلیم غدائی ثابت ہوتی ہے۔"

ناظرین خیال فرماویں۔ کہ کیا یہ سوال کا جواب ہے۔ کیا یعلمہ کے فاعل سے یہ بھی ثابت ہو جاویگا۔ کہ عیسےٰ بن مریم کو قرآن مجید کا علم بھی دیا جائیگا؟ یہ مان لیا۔ کہ آپ کی تعلیم غدائی ہی تھی۔ مگر غدا نے ہی بطور پیشگوئی اپنی تعلیم کی حد بندی انجیل پر کردی۔ کیا یعلمہ کے فاعل سے حضرت عیسےٰ بن مریم کے لئے جملہ علوم الٰہیہ کا عبور ثابت ہو سکیگا۔ کیا ولا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء کو تورات اور انجیل تک بیان فرمایا گیا ہے۔ قرآنی علوم کا عبور کہاں سے نکال لیا۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد ربی ہے۔ سورہ نساء الجزء ۵ وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم نیز رسول کریم صلعم کے کتاب کو فیہا کتب قیمۃ فرمایا۔ جس کے بعد دیگر الہامی کتابوں کی تلاش کرنا تضیع اوقات ہے۔ سورۂ رحمٰن میں علمہ القرآن فرمایا یعلمہ کا فاعل پوچھنے والوں سے پوچھیئے۔ کہ علمہ القرآن میں علمہ کا فاعل کون ہے۔

غور کریں تو ذیل میں یہ لفظ موجود ہے اور اس سے حضرت عیسےٰ بن مریم والی تعلیم نہیں سمجھی جاتی۔

(۱) علمناہ من لدنا علماً (۲) لوطاً اتیناہ حکماً و علماً (سورۃ الانبیاء) (۳) کلاً اتیناہ حکماً و علماً (۴) لنعلمہ من تاویل الاحادیث (یہاں بھی لنعلمہ کا فاعل خیال نہیں فرماتے)

(۵) علمہ ما نشاء الجزء نمبر ۲ حضرت داؤد کے متعلق ہے۔

(۶) ایک طرف حضرت موسےٰ صاحب شریعت کو اتیناہ حکماً و علماً فرمایا۔ مگر موسےٰ باوجود اس کے رب اشرح لی صدری کے دعا کرتے ہیں۔ اور رب زدنی علما کی دعا کرنیوالے کے لئے الم نشرح لک صدرک کا ارشاد ہے۔ مگر ان کے لئے اس علم کے عطا ہونیکا اعتقاد نہیں رکھا جاتا۔ جو عیسےٰ بن مریم کے لئے رکھا جاتا ہے۔ عالم الغیب ہی جانے کیا جاتا ہے۔

(۷) فلیکتب کما علمہ اللہ میں ہر ایک خواندہ آدمی کیواسطے علمہ موجود ہے۔ تو کیا اس سے جملہ مروجہ زبانوں پر عبور سمجھیئے گا۔ حاشا وکلا۔

(۸) واتقوا اللہ یعلمکم اللہ ہر ایک متقی کا اللہ تعالیٰ معلم بنتا ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوا۔ کہ یعلمہ کا عذر کسقدر بودا اور کمزور ہے۔ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب نے میری اس تقریر کو سنکر فرمایا۔ کہ چونکہ قرآن اسوقت موجود نہیں تھا۔ لہذا فرشتوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکا ذکر نہیں کیا۔ جس پر میں نے اسے پوچھا کہ پیشگوئی کی تعریف حاضرین کو آپ مہربانی فرما کر سمجھا دیں۔ اور یہ بھی بتا دیویں۔ کہ انجیل اسوقت موجود تھی۔ اور حضرت عیسےٰؑ بھی پیدا شدہ اور ان جملہ بشارات کا ظہور ہو چکا تھا۔ جس پر وہ مبہوت رہ گیا۔ ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے۔ کہ ملائکہ تو اطلاع ہی ان امور کی دے رہے ہیں۔ جو موجود نہیں تھے پھر قرآن مجید کے لئے ایسا عذر کسقدر قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔

میرے ناقص خیال میں الکتٰب سے مراد وہی کتاب ہو سکتی ہے جو انہیں ملی۔ لا یتمنّٰی الکتٰب سورہ مریم میں الکتٰب سے مراد تورات کا علم ہے۔ اس سے قرآن مجید کے فہم کا خیال کرنا محض جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔

باقی رہا قرآن شریف کا سبقاً سبقاً حضرت عیسےٰ بن مریم کا پڑھنا۔ سو اگر وہ کسی عبرانی دان سے سمجھ بھی لیں گے۔ تو تقریر کس زبان میں کرینگے۔ اگر کہو۔ کہ اللہ قادر ہے۔ کہ انہیں قرآن شریف اور عربی بغیر استاد سمجھا دیوے۔ تو اسکا ثبوت درکار ہے۔ جو سنت صحیح ثابت شدہ اور مشاہدہ کے بھی صریح خلاف ہے۔ زبان دانی کا طریقہ جو تعلیم و تعلم اور کوئی تجویز نہیں ہو سکتا۔ وہی سنت قدیمہ ہے۔

دوسری بشارت

دوسرا لالی بنی اسرائیل کی ہے جسمیں ملائکہ مریم صدیقہ کو یہ بھی خوشخبری دیجاتی ہے۔ کہ عیسےٰ مسیح معمولی انسان نہیں ہوگا۔ بلکہ رسالت کے عہدہ جلیلہ پر کھڑا کیا جاویگا۔ اور وہ بنی اسرائیل کے لئے رسول ہوگا۔

غیر احمدی مکذب پیشگوئی ہیں

ہمارے غیر احمدی صاحبان اس پیشگوئی کے مکذب ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت عیسےٰ بن مریم آسمان سے بجسدہ العنصری زمین پر تشریف فرما ہونگے۔ تو ان کی رسالت کافۃ للناس ہوگی۔ کیا معنے یہ بشارت ناقص اور ادھوری ہے اور یہ اس کو پوری اور کامل کرنے والے ہیں۔ جس کے لئے اسقدر عرض کرنی ضروری ہے۔ کہ انکی رسالت کافۃ للناس ہونیکا ثبوت وہ قرآن مجید سے دیں اور نیز یہ بھی عرض کی جاوے۔ کہ اس بشارت سے بعثت الی بنی اسرائیل ثابت اور متحقق ہے۔ اور جو آیت پیش کی جاویگی۔ اس سے بعثت کافۃ للناس ثابت ہوگی۔ لہذا اس تعارض کو بھی رفع کیا جاوے جو دو آیتوں کے متضاد بیان سے پیدا ہوگا۔

اگر کسی وقت حضرت عیسےٰ بن مریم کی رسالت ..... کا دائرہ اسقدر وسیع ہونیوالا تھا۔ کہ جس میں جمیع اقوام عالم کو دعوت کرنی لازمی تھی۔ تو ایسی عظیم الشان بشارت سے مریم کو محروم کیوں رکھا گیا۔ جسکا ظہور انکی غیر حاضری میں ہونیوالا تھا۔ یعنی ان کی وفات کے سینکڑوں برس بعد۔

اگر یہ جواب دیا جاوے۔ کہ بعثت اولیٰ میں حضرت عیسےٰؑ کی رسالت بنی اسرائیل کیلئے تھی۔ اور بعثت ثانی میں ان کی رسالت کافۃ للناس ہوگی۔ تو اسے عرض کی جاوے۔ کہ اسکا ثبوت کلام الٰہی میں سے دیا جاوے۔

یہ یاد رہے۔ کہ بشارت میں ملائکہ دوسری بعثت کا تذکرہ نہیں کرتے۔ دوسرے لفظوں میں اسکا مطلب یہ ہوا۔ کہ جو جھگڑا آخری زمانہ میں ہونیوالا تھا۔ اسکا فیصلہ بشارت میں بلکہ قرآن ہی میں نہیں ہے؟

حق بات

احمدی نقطہ نگاہ سے تو یہ بشارت مدلل ہے۔ ملائکہ بہ امر الٰہی خبر دیتے ہیں۔ کہ آخری زمانہ میں دو فریقوں میں جو جھگڑا ہونیوالا ہے۔ اس میں وہ فریق صادق اور حق بجانب ہے۔ جو حضرت عیسےٰ بن مریم کی رسالت کو بنی اسرائیل تک سمجھتا ہے۔ اور کافۃ للناس سمجھنے والا فریق صادق نہیں۔ کیسے صاف اور خطا نہ کرنیوالی پیشگوئی کی تکذیب کی جارہی ہے۔ رسولاً الی بنی اسرائیل کی آیت [illegible]

رہی ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ بن مریمؑ کی غایت بعثت بنی اسرائیل کی ہدایت تھی۔ تو امت محمدیہ سے ادھر کیا سروکار۔ وما علینا الا البلاغ۔

احمدیہ ٹورنیمنٹ قادیان

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ الرحمٰن کی مساعی جمیلہ سے ہر سال دارالامان قادیان میں تین چار روز تک احمدیہ ٹورنیمنٹ کی اچھی خاصی رونق ہو جاتی ہے۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول و احمدیہ کالج قادیان کے طلباء و اساتذہ کا کھیلوں میں مقابلہ ہو کر انعامات بھی تقسیم ہوتے ہیں لیکن خاکسار ایڈیٹر فاروق کو جب سے اس ٹورنیمنٹ کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ کوئی نمایاں ترقی نہیں نظر آئی۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے۔ کہ تمام احمدی احباب قادیان کو اس سے چونکہ عام دلچسپی نہیں۔ اس لئے اسکا سارا اہتمام چند افراد کو ہی کرنا پڑتا ہے جس سے ترقی کی صورت نہ پیدا ہو کر بعض امور میں تنزل ہی دیکھا جاتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب و حضرت میاں شریف احمد صاحب کا وجود باجود تو قابل شکریہ ہے۔ کہ ہر دو بزرگ اپنے اوقات گرامی کا بہت سا حصہ اس نمایش کے مفید اور عام دلچسپ بنانے میں صرف فرماتے ہیں۔ لیکن اسکا کیا علاج کہ جو کام متفقہ امداد اور کوشش سے ہونیوالے ہوتے ہیں۔ اگر انہیں سب لوگ معاون نہ ہوں تو ایسے کام کیونکر ترقی کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ امر بھی ایک حد تک قابل ذکر ہے۔ کہ ایسے کاموں میں عام جماعت احمدیہ کو نہ معلوم کیوں شمولیت کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ جس سے کہ سب احمدی حسب حیثیت و لیاقت شریک کار ہو کر اس کی ترقی و بہتری کا موجب بن سکیں۔

پہنے گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اس سالانہ ٹورنیمنٹ کا ۲۱ تا ۲۵ مئی نظارہ دیکھا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسکا میں افسوس سے اظہار کرتا ہوں۔ کہ گذشتہ سالوں سے بڑھ کر امسال یہ مشغلہ کیا بلحاظ انتظام اور کیا بلحاظ کھیلوں کے غیر دلچسپ رہا ہے سوائے ایکٹی کے

قابل اصلاح امور

احمدیہ ٹورنیمنٹ کے۔ گو صرف قادیان کے دونوں سکولوں کے طلبار اور چند کارکنان قادیان ہی مراد ہیں۔ تو شاید یہ نام صحیح ہو۔ ورنہ جب تک کہ تمام بیرونی احمدیہ سکولوں کے طلبار و اساتذہ و دیگر بیرونی احباب بھی داخل نہ کئے جائیں۔ اس کا نام احمدیہ ٹورنیمنٹ رکھنا صحیح نہیں۔

(۲) پھر ہر سال وہی چند طلبار کھیلوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جو ہر دفعہ ہُوا کرتے ہیں۔ انمیں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا۔ البتہ کمی نمایاں ہوتی رہتی ہے۔

(۳) جو فیلڈ کھیلوں کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ نہایت خشک و آنکھ بار ہوتے ہیں دوسرے وہ مختلف ہیں۔ کہ دیکھنے والے بھٹکتے کسی ایک فیلڈ کی طرف دوڑتے ہیں اور کبھی دوسرے کی طرف اور کسی فیلڈ میں بھی انکو کوئی آسائش سے بیٹھکر دیکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔

(۴) اگر یہ فیلڈوں کی دوڑ دھوپ ناگزیر ہے تو جو پروگرام کھیلوں کا شائع کیا جاتا ہے اسمیں ہی ہر ایک کھیل کی جگہ مقرر کر دینی چاہیئے۔ تاکہ اسکے مطابق لوگ ان فیلڈوں میں خود بخود دوڑ جایا کریں۔ جیسا کہ ریلوے اسٹیشنوں پر ہر گاڑی کے پلیٹ فارم مقرر ہوتے ہیں۔ کہ فلاں گاڑی فلاں پلیٹ فارم پر آئیگی۔

(۵) جب ایک کھیل ختم ہو کر دوسرے کا وقت آتا ہے۔ تو بین الوقات کھیل میں اس کے لئے جگہ اور سامان متعلقہ منگایا جاتا ہے۔ جس سے اصل مقررہ وقت بہت ضائع جاتا ہے۔ اور ناظرین حیران ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ ایک کھیل کے ختم ہونے سے پیشتر ہی دوسرے کھیل کا سب انتظام پہلے سے درست کر دیا جائے۔ تاکہ ٹھیک وقت پر فوراً دوسرا کھیل شروع ہو جایا کرے۔ اور بے فائدہ انتظار کی مشقت نہ اُٹھانی پڑے۔

(۶) اوقات کی پابندی مطابق پروگرام بالکل نہیں ہوتی۔ نہ منتظمین کی طرف سے نہ کھیل کرنے والوں کی جانب سے۔ اسلئے ناظرین بھی بار بار کے تجربہ سے یہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ جو وقت پروگرام میں درج ہیں۔ ان سے گھنٹوں بعد کام شروع ہوتے ہیں۔ اسلئے پہلے سے جاکر وہاں دھوپ میں مارے مارے پھرنا کیا فائدہ۔ اگر پابندی اوقات پر پورے کاربند ہوں۔ تو ہر شخص عادی ہو جائے کہ وقت مقررہ پر پہنچ سکے۔

(۷) جو کھیل جس وقت شروع ہوتا ہے۔ اسی وقت اسکے کھیلنے والے بھی منتخب کئے جاتے ہیں۔ جسمیں وقت بہت ہی گذر جاتا ہے۔ چاہیئے یہ کہ ہر ایک کھیل کے کھلاڑی پہلے پروگرام بنانے کے وقت ہی مقرر کر لئے جایا کریں۔ یا کم از کم کھیل شروع ہونے سے بہت قبل اور انکو ہدایت ہو۔ کہ وہ اپنے وقت پر جائے مقررہ پر خود حاضر ہو جائیں۔ جو وقت پر حاضر نہ ہو اسکو داخل نہ کیا جائے۔

(۸) ناظرین کے لئے کسی فیلڈ میں کوئی انتظام نشست کا نہیں کیا جاتا۔ اوپر آسمان گرد آلود یا آتش افگن کا سایہ ہوتا ہے۔ اور نیچے زمین کا فرش آتش فشان۔ پھر دفعتہً ہو تو کس طرح اور لوگ آئیں تو کہاں کھڑے یا بیٹھے رہکر دیکھیں۔ اسلئے کم از کم ان ناظرین کے لئے تو جن کو بذریعہ خطوط مدعو کیا جاتا ہے۔ کوئی بیٹھنے کی سایہ دار جگہ بنانی چاہیئے جو شامیانے لگاکر اور اسکے نیچے بنچ وغیرہ بچھائے جانے سے بن سکتی ہے۔ جیسا کہ ایسے موقعوں پر ہر جگہ انتظام ہوتا ہے۔

(۹) گرمی کا موسم۔ دھوپ کی تپش اوپر آفتاب کی چھتری۔ نیچے زمین کی سوزش۔ پھر پیاس کا جو عالم ہونا چاہیئے۔ وہ ظاہر ہے۔ مگر افسوس کہ بجز ایک دو گھڑے پانی کے رکھنے کے کوئی پیاس بجھانیکا انتظام نہیں ہوتا۔ جو نہایت ضروری ہے۔ اور اسکا لئے کوئی معقول انتظام پانی کا ہونا چاہیئے۔

(۱۰) احمدیہ کالج اور تعلیم الاسلام ہائیسکول کے طلبار و اساتذہ کا جو مقابلہ فٹبال۔ ہاکی وغیرہ کھیلوں کا ہوتا ہے۔ وہ بالکل غیر منصفانہ ہوتا ہے۔ کیونکہ احمدیہ کالج کے اساتذہ و طلبار بڑے قدآور اور پُرانے سالہا سال کے کھیلنے والے اور روزانہ مشاق ہوتے ہیں۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بالکل کم سن اور ناتجربہ کار اور غیر مشاق کیونکہ ہائی سکول میں آٹھویں نویں جماعت سے کچھ کچھ کبھی کبھی کھیل کرنے لگتے ہیں اور انٹرنس کے امتحان میں پاس ہو کر نکل جاتے ہیں۔ مگر احمدیہ کالج کے طلبار تو مولوی فاضل کا امتحان دینے کے بعد بھی قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ پھر بھلا نئے اور پُرانے کھلاڑیوں کا مقابلہ کیا۔ علاوہ ازیں احمدیہ کالج کے اکثر اساتذہ بھی خوب پلیئر ہیں۔ مگر ہائی سکول کے بالکل ناواقف یا بوقت ہیں۔ وہ شامل ہی نہیں ہوتے اسلئے مقابلہ کیونکر ایسا موزوں انتخاب ہر دو سکولوں کا کیا جانا مناسب ہے۔ جو مساوی اور منصفانہ ہو۔ استادوں کے مقابلہ میں مساوی تعداد اساتذہ کی ہو۔ طلبار کے مقابلہ میں ویسے ہی ہوشیار اور پُرانے تجربہ کار طلبار ہوں جیسے ایک طرف کے ہوتے ہیں۔ تب مقابلہ کا امتحان ہو سکتا ہے۔

(۱۱) ایسے کھیلوں میں چوٹ کا لگنا لابدی ہے۔ مگر اس کے واسطے ہمیشہ یہ انتظام رہنا چاہیئے۔ کہ ایک دو چارپائی بطور ڈولی کے بنا کر رکھی جائے۔ تاکہ جو وقت خدانخواستہ کسی کو چوٹ لگے فوراً اس میں ڈالکر ہسپتال پہنچا دیا جائے۔ اور ڈاکٹر بھی موجود رہنا چاہیئے جو کہ فوری علاج فیلڈ میں ہی کر سکے۔ اور ایسا انتظام ایسے موقعوں پر ہر جگہ ہُوا کرتا ہے۔

(۱۲) یہ نہایت ہی تعجب انگیز فروگذاشت ہے کہ سوائے ٹورنیمنٹ کے ایام کے کبھی لڑکوں اور اساتذہ کو بعض کھیلوں کی سال بھر تک کوئی مشق نہیں کرائی جاتی۔ جس سے وہ نمائش کے موقعہ کیلئے تیار ہوتے رہیں۔ مناسب اور ضروری ہے۔ کہ ٹورنیمنٹ سے دو تین ماہ پیشتر سو گز کی دوڑ۔ بائیسکل کی دوڑ روک والی ڈور۔ اونچا کودنا۔ لمبا کودنا۔ ایک ٹانگ کی دوڑ۔ گولا پھینکنا۔ گتکا بازی۔ نشانہ لگانا۔ بال پھینکنا وغیرہ کھیلوں کی خوب مشق کرائی جایا کرے۔

امید ہے کہ منتظمان و مہتمم صاحبان ٹورنیمنٹ نے خود بھی مندرجہ بالا امور کو محسوس کیا ہوگا۔ اور آئندہ سال بشرط زندگی و سلامتی اصلاح طلب امور کی حتی

(باقی بقیہ پر ملاحظہ ہو)